تلخیص مقالہ پی ایچ ڈی:

عصری عائلی مسائل اور اسلامی تعلیمات

شاہدہ پروین*

طاہرہ بشارت**

جامعات کا ایک مقصد علم وفنون کی مختلف کوششوں کی نقاب کشائی کرنا ہے۔ دنیا بھر کی جامعات ایم ایس اور پی ایچ ڈی کی سطح پر محققین سے مقالات تحریر کرواتی ہیں۔ ایسے بہت کم مقالات ہوتے ہیں جو طبع ہو کر منظر عام پر آتے ہیں۔ اگر چہ بعض مقالات کی فہارس اور اشاریہ سازی بھی ہوتی ہے تاہم اس کی افادیت بھی محدود ہی رہتی ہے۔ جہات الاسلام کے ان صفحات میں ہم ایک مستقل سلسلہ 'پی ایچ ڈی کے مقالہ کی تلخیص' کے عنوان سے شروع کر رہے ہیں تاکہ قارئین مقالہ کے مندرجات سے آگاہ ہو سکیں۔ اردو، عربی اور انگریزی زبانوں میں سے کسی بھی زبان میں ہونے والے مقالہ جس پر ڈگری ایوارڈ کی جا چکی ہو تحقیق نگار اور نگران تحقیق کے مشترکہ نام سے شائع کیا جائے گا۔ مختلف جامعات سے علوم اسلامیہ میں ڈگری مکمل کرنے والے مقالات کا خلاصہ ۸ تا ۱۰ صفحات میں ارسال کیا جا سکتا ہے۔ اس ضمن میں شعبہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ۲۰۰۹ء میں مکمل ہونے والا پی ایچ ڈی مقالہ کی تلخیص پیش خدمت ہے۔ (مدیر)

معاشرے کا سب سے اہم اور بنیادی ادارہ خاندان ہے۔ معاشرے کی بقا اس ادارے کے بغیر مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے۔ اگر یہ ادارہ اپنی کارکردگی میں درست ہو تو معاشرہ درست رہے گا اور اگر اس میں بگاڑ پیدا ہو جائے تو پورا معاشرہ فساد اور بگاڑ کی نظر ہو جائے گا۔ اس کا سنوار معاشرے کا سنوار اور اس کا بگاڑ معاشرے کا بگاڑ ہے۔ معاشرتی اداروں میں یہ اتنا ہی اہم ہے جتنا انسانی جسم میں دل۔ یہ انسانی نسل کے تحفظ و بقا کا ضامن ہے۔ معصوم مسکراہٹیں یہیں پروان چڑھتی ہیں۔ اس ادارہ کی بنیاد نکاح ہے۔ نکاح وہ معاہدہ ہے جس کے تحت دو افراد شریک سفر بن کے ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں۔

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور- پاکستان

** ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور- پاکستان

تھی۔ اسی لیے اس کا آغاز ھبوطِ آدم کے ساتھ ہی کیا گیا۔ انسان کی نفسیاتی، روحانی اور جسمانی ضرورتوں کی تکمیل اس کے بغیر ناممکن تھی۔ ساتھی کے بغیر ہر سفر مشکل اور زندگی کا ہر پل بے رونق ہوتا ہے۔ انسانی ساتھ روح کے خلا کو پر کرتا ہے۔ جسم کے تقاضوں کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ اخلاقی تحفظ بھی فراہم کرتا ہے۔ عائلی زندگی اولین معاشرتی نظم ہے۔ یہ بچوں کی تربیت کا بہترین انتظام ہے۔ جسے صدیوں پر محیط عقل اور تجربہ دونوں تسلیم کر چکے ہیں۔ عائلی زندگی کی تشکیل دو افراد کے باضابطہ بندھن سے وجود میں آتی ہے۔ یہ ادارہ ہر مذہب اور ہر معاشرے میں موجود رہا ہے۔ اس کی ہیئتیں اور شکلیں اگرچہ مختلف ادوار میں مختلف ہوتی رہیں۔ تاہم ہر دور میں سلیم الطبع لوگوں نے بے ضابطہ تعلق کو سند قبولیت نہیں دی۔ عورت عائلی زندگی کا نصف ہے۔ اگر یہ نصف حصہ بہتر نہ ہو تو عائلی زندگی سے مقاصد کا بھرپور حصول ناممکن نہیں ہوتا۔ مختلف مذاہب اور معاشروں میں عورت کی حیثیت زیر و زبر ہوتی رہی۔ وہ جو زندگی کا باعث تھی خود حقیقی زندگی کے حصول میں اکثر ناکام رہی۔ کہیں زندہ وجود کو دفن کرنے کی رسم نے اس کا پیچھا کیا تو کہیں چتا کے شعلوں نے اس کو جلا کر بھسم کر دیا۔ عصر حاضر میں بھی عورت صنعتی ترقی کا مہرہ ہونے کے باوجود عائلی زندگی میں اپنے اس نصف مقام سے محروم ہے۔ عائلی حالات دن بدن بے سکونی اور بے اطمینانی کے باعث جھگڑوں میں گھرتے جا رہے ہیں۔

فصل دوم ''عائلی نظام کی اہمیت اور اسلامی تعلیمات'' ہے۔ اس فصل میں یہ جائزہ لیا گیا کہ اسلام انسان کی اس بنیادی ضرورت کے پورا کرنے کا اہتمام کس طرح کرتا ہے۔ اسلام کی نظر میں عائلی زندگی کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی خاص نشانیوں میں سے قرار دیا ہے۔ اسے مودت و رحمت اور باعث سکون بنایا ہے۔ گویا یہ انسانی روح اور جسم کو بے منزل مسافتوں سے بچانے کا فطری اہتمام ہے۔ اس کو نصف دین قرار دیا گیا ہے۔ فطری ضرورتوں کی تکمیل کا دار و مدار اس پر رکھا گیا۔ عورت کو بہت اہم مقام اور حیثیت دی گئی۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے اپنی من پسند اشیاء میں سے قرار دے کر وقار بخشا۔ بطور بیوی اس کے ساتھ حسن معاشرت کی بار بار تاکید کی اور اپنے اسوۂ حسنہ سے اس کی عملی تفسیر مرتب فرمائی۔ نکاح کو بہت زیادہ اہمیت دی۔ بار بار اس کی ترغیب دلانے کے ساتھ ساتھ اس سے دور لے جانے والے تمام راستے مسدود کر دیئے۔ زنا اور نکاح متعہ کو حرام قرار دیا تاکہ انسانی نسب محفوظ رہے۔ معاہدۂ نکاح کو خاص مقام بخشا۔ اسے احصان سے تعبیر کیا گیا۔ اور اس کے پختہ اور مضبوط ہونے کی ضمانت دی گئی۔ نکاح کے ذریعے ہی نوع انسانی کی بقا اور تحفظ ممکن ہے۔ نکاح اخلاقی گندگیوں سے پاک رکھتا ہے۔ جنسی تشنگی سے بچانے کا فطری انتظام ہے۔ اور اعلیٰ معاشرتی خصائص مثلاً احساس ذمہ داری مقاصدِ زندگی کی تکمیل، ایثار و قربانی کا جذبہ، معاشرتی و معاشی تحفظ اور تعلقات کے دائرے میں وسعت پیدا کرتا ہے۔ نکاح کی اسی

مراد ہے اور ان مسائل کی نوعیت اور دائرہ کار کا تعین کیا گیا ہے۔ عائلی زندگی کی تشکیل و تنظیم سے متعلقہ مسائل پر غور کیا گیا اور خدانخواستہ علیحدگی ہو جائے تو کیا مسائل درپیش ہیں ان پر روشنی ڈالی گئی۔ عصری عائلی حالات کا جائزہ لیا گیا۔ مغرب میں عائلی زندگی اپنا مقام کھو چکی ہے اور کردار بھولت جا رہی ہے۔ بے سکون نسلیں زندگی کا سکون غارت کرنے کا باعث بن رہی ہیں۔ مسلم معاشرے بھی اس راستے پر مغرب کے ہم سفر بنتے جا رہے ہیں مومن کی تربیت کا مرکز اپنے بنیادی مقصد اور منصب کو بھولتا جا رہا ہے۔ مشرق میں بھی زندگی بے اطمینانی کے سفر پر نکل پڑی ہے جسے بچانا انتہائی ضروری ہے۔ ہماری تحقیق کا دائرہ کار عمومی طور پر پوری دنیا اور عالم اسلام اور خصوصی طور پر پاکستانی معاشرہ تھا۔ عائلی مسائل میں روز افزوں اضافہ نے ہر صاحب فکر و نظر کو آنکھیں کھولنے اور کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اب تو عوام الناس بھی اس آگ کی تپش محسوس کرنے لگ گئے ہیں۔ عائلی مسائل میں اضافہ کی وجوہات، اسلامی تعلیمات کا فقدان، عائلی فرائض سے عدم توجہی، قوامیت کا نامناسب استعمال، عورت کی ملازمت، زوجین کے انتخاب کے معیار، علاقائی رسوم و رواج کی پیروی، دیگر اقوام کے ساتھ معاشرت کے اثرات، حقوقِ نسواں سے صرف نظر کرنا، عدالتوں کا نامناسب کردار، شیطانی حربے اور ذرائع ابلاغ کے اثرات ہیں۔ ان کا جائزہ لیا گیا۔

باب سوم: عائلی زندگی کی حیثیت سے متعلقہ مسائل

یہ باب دو فصلوں پر مشتمل ہے۔ فصل اول مغربی معاشرہ سے متعلقہ مسائل ہیں۔ مغرب میں عائلی ادارہ تباہی سے دوچار ہے۔ مکان موجود ہیں لیکن گھر نظر نہیں آتا۔ شادی کے بندھن سے ذمہ داریوں کی بنا پر گریز کیا جاتا ہے۔ آزاد شہوانی تعلقمقصد زندگی بن چکا ہے۔ سڑکیں اور چوراہے جنسی تسکین کے مرکز بن چکے ہیں۔ جنسی بھوک اور اشتہا کی کثرت نے ہم جنس پرستی کو بھی سند جواز عطا کر دی ہے۔ طلاقوں کی بھرمار ہے۔ گھر ازدواجی سکون سے خالی ہیں۔ جوڑے عائلی ذمہ داریوں سے فرار چاہتے ہیں۔ اس لیے اولاد سے بے نیاز عائلی زندگی کا رجحان روز بروز پنپ رہا ہے۔ عورت جو مہر و محبت کا چشمہ اور گھر کا مرکز تھی۔ صنعتی ترقی کی بھینٹ چڑھ چکی ہے۔ معاشی بوجھ اپنے ناتواں کندھوں پر اٹھا لینے کے باوجود عزت کی زندگی سے محروم ہے۔ تشدد کا بڑھتا ہوا رجحان اس کی ذات کے بخیے ادھیڑ رہا ہے۔ وہ اپنی عصمت کے خریداروں کی تلاش میں سڑکوں پر کھڑی نظر آتی ہے اور بچے گھر کی چھت اور ماں باپ کے پیار سے محروم ہو کر مجرم بن رہے ہیں۔ بوڑھے افراد ''اولڈ ہومز'' میں آخری ہچکی کے انتظار میں ''یاد ماضی عذاب ہے یارب'' الاپ رہے ہیں۔ شادی کے تصور میں تبدیلی پیدا ہو چکی ہے۔ اب یہ مضبوط رشتہ نہیں بلکہ وقتی تعلق بن چکا ہے۔ خاندان کی اہمیت اور مقام میں کمی واقع ہو جانے سے عائلی زندگی بے رونق ہوتی جا رہی ہے۔ اگر انسانی تمدن اپنی بقا چاہتا ہے تو مکان کو پھر سے گھر بنانا انتہائی ضروری ہے۔

کا اضافہ کیا گیا۔ حالانکہ قانونی پابندیاں نہیں جبکہ اخلاقی اقدامات اس میں اصلاح کر سکتے ہیں۔ اسلام نے تعدد ازدواج کی اجازت عدل کی شرط کے ساتھ دی ہے اور عدل نہ کر سکنے کی صورت میں دوسری شادی سے سختی سے منع کر دیا گیا۔ اور عدل نہ کرنے والے شخص کو روز قیامت بُرے انجام کی خبر دی گئی۔ عصر حاضر میں اگر افراد تقویٰ سے تہی دامن ہو چکے ہیں تو قانونی طور پر ایسے اقدامات ہونے چاہئیں کہ عدل کا قیام ممکن ہو سکے۔ اگر مرد پہلی بیوی کے حقوق پورے نہ کرے، بچوں کو نظر انداز کر دے وہ نان جویں کے محتاج ہو جائیں تو عدل کے حصول کی راہیں انتہائی آسان، کھلی اور فراخ ہوں۔ تاکہ لوگ وقت ضرورت سلطان یا حکومت کی مدد حاصل کر سکیں۔ معاہدہ نکاح میں مہر بہت اہمیت رکھتا ہے۔ یہ عورت کا وہ حق ہے جسے عطا کرنے میں اسلام کو امتیازی مقام حاصل ہے۔ شرع میں مہر کی مقدار متعین نہیں ہے۔ بلکہ فریقین کی سہولت و آسانی اور خوشی کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ عصر حاضر میں یا تو مہر افراط کی حدوں کو چھو رہا ہے اور لاکھوں کروڑوں کے مہر مہیا نہ ہونے کی بنا پر شادی ناممکن نظر آتی ہے۔ تو دوسری طرف تفریط یہ کہ رسم ورواج پر روپیہ پانی کی طرح بہا کر مہر کا خود ساختہ تصور شرعی مہر سوا بتیس روپے خیال کیے جاتے ہیں۔ اور مہر کی ادائیگی محض عورت کے مہر کی رقم کو ہاتھ لگانے کو کافی خیال کیا جاتا ہے۔ دکھلاوے کے لیے مہر کی بڑی بڑی مقدار مقرر کی جاتی ہے جبکہ ادا کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہوتا۔ مہر عورت کا حق ہے۔ اس کا خوشدلی سے ادا کیا جانا ضروری ہے۔ ایک سروے کے ذریعے عوام کے رجحان کا جائزہ لیا گیا۔

باب پنجم: حقوق الزوجین سے متعلقہ مسائل

شادی محض افراد کے ایک معاہدہ کے ذریعے اکٹھے رہنے کا نام نہیں بلکہ یہ معاشرے کا اہم اور بنیادی یونٹ ہے جو افراد کی تیاری کا اہم ترین فریضہ انجام دیتا ہے۔ یہ ادارہ اپنے مقاصد کے حصول میں اس وقت کامیاب ہو سکتا ہے جب سب اداروں کی طرح اس کے فریقین پر کچھ ذمہ داریاں ہوں۔ یہ ذمہ داریاں دوسرے فریق کے حقوق ہوتے ہیں۔ فریقین کا کچھ مقام اور کردار ہو۔ اسلام نے عورت کو مرد کے برابر حقوق عطا کیے۔ لیکن ادارے میں اختیارات کو ارتکاز دینے کے لیے مرد کو نگہبان بنایا۔ اسے قوامیت کی ذمہ داری دی۔ اس باب میں اس بات کا جائزہ لیا گیا کہ نکاح کے بعد زوجہ کی کیا حیثیت ہوگی؟ اس کے مالی اختیارات کی حدود کیا ہوں گی۔ مرد کی قوامیت کی حدود کیا ہیں؟ کیا عورت واقعی لونڈی ہوگی یا معاہدے میں برابر کی فریق ہوگی۔ اسلام عورت کی فطرت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس مرد کی قوامیت کا مطیع بناتا ہے لیکن قوامیت اگر حدود سے بڑھ جائے تو عورت کو لونڈی سے بھی بدتر مقام دیا جاتا ہے۔ کیا لونڈی کی گود سے آزاد انسانوں کا پروان چڑھنا ممکن ہے۔ جو اعتماد اور جرات رکھتے ہوں اور زمانے کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر دیکھ سکیں۔ ماں کی گود بچے میں احساسات منتقل کرتی ہے۔ بے بس، لاچار، مجبور اور کچلی ہوئی عورت

نکل آئے۔ مطلقہ خواتین کو درپیش مسائل پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

فصل دوم ''علیحدگی کا اختیار، خلع سے متعلقہ مسائل'' ہے۔ خلع کی تعریف اور عصر حاضر میں خلع کا جائزہ اور اس سے متعلقہ قانونی مسائل کا جائزہ لیا گیا۔ خلع کے جواز پر بحث کی گئی۔ معقول وجہ کے بغیر خلع جائز نہیں۔ لیکن معقول وجہ کا تعین عورت پر منحصر ہے۔ خلع میں عوض کی کیا حدود ہیں؟ خلع کن الفاظ سے منعقد ہوگا؟ الفاظ ضروری ہیں یا مال کا موجود ہونا اور مرد کا اس کو قبول کر کے کسی بھی لفظ کے ساتھ عورت کو آزادی دینا خلع ہے۔ خلع طلاق ہے یا فسخ؟ خلع کی عدت کیا ہوگی؟ مسئلہ خلع قاضی کے اختیارات کی حدود کیا ہیں؟ کیا مناسب وجوہات کی موجودگی میں شوہر کی مرضی کے برعکس قاضی خلع کا حکم دے سکتا ہے یا نہیں؟

فصل سوم ''زوجین کی علیحدگی اور بچے کی حضانت'' ہے۔ اس میں جائزہ لیا گیا ہے کہ حضانت سے کیا مراد ہے؟ حضانت کی زیادہ حقدار ماں ہے۔ ماں کے حق فائق کی علت کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔ زوجین کی علیحدگی کا سب سے بڑا اثر بچے کی شخصیت اور اس کے مستقبل پر پڑتا ہے۔ وہ ایک گھنی چھاؤں سے محروم ہو جاتا ہے۔ شریعت اسلامیہ میں اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے کہ بچے کی فلاح و بہبود کے پیش نظر اس کو ماں کے حوالے کیا جائے تاکہ شفقت کے ساتھ اس کی پرورش ممکن ہو سکے۔ تاہم اگر عورت دوسری شادی کرے تو اس محبت اور شفقت کے معدوم ہونے کے امکان کی بنا پر عورت کے حضانت کے فائق حق کو ختم کر دیا گیا۔ بعض حالات ایسے بھی ہو سکتے ہیں کہ دوسری شادی کے باوجود عورت بچے کی حضانت کا حق ادا کر سکتی ہے۔ ایسی صورت میں صغیر یعنی بچے کی مصلحت کے پیش نظر قاضی عورت کو حق حضانت دے سکتا ہے کیونکہ نابالغ کی بہبود (Welfare of the Minor) حضانت کا بنیادی اصول ہے۔ پرورش میں اصحاب حقوق کی ترتیب، شروط حضانت، پرورش کی اجرت، مدتِ حضانت کا اختتام جیسے مباحث پر تحقیق کی گئی ہے۔

فصل چہارم ''یتیم پوتے کی وراثت'' ہے۔ وراثت انسانی مالی ذرائع میں سے ایک اہم ذریعہ ہے جو معاشی مضبوطی فراہم کرتا ہے۔ اسلام میں وراثت کے احکام کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ اس کے سیکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ تین اہم ترین علوم میں اس کو شمار کیا گیا۔ قرآن وسنت میں ورثاء کی تفصیل بیان کر دی گئی ہے۔ ذوی الفروض کا تعین کر دیا گیا ہے۔ موانع میراث بھی بیان کر دیے گئے ہیں۔ اسلامی قانون وراثت کی رو سے یتیم پوتا دادا کی وراثت کا حق دار نہیں اگر اس کا چچا موجود ہو۔ کونکہ الاقرب فالاقرب کے اصول کے تحت جائیداد تقسیم ہوتی ہے۔ تاہم اسلام نے یتیم پوتے کو محروم نہیں رکھا۔ اس کی کفالت کی ترغیب دی گئی اور وراثت کے ساتھ ساتھ وصیت کا قانون موجود ہے اگر دادا واقعی خیر خواہ ہو تو وہ ایک تہائی مال میں وصیت کر سکتا ہے۔ ابتدائی ادوار سے لے کر عصر حاضر تک